ایک دوسرے کے دل میں اسلام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی روح کو تازہ رکھو اور اس کے لیے آدمی مہیا کرتے رہو

(فرمودہ 21/اکتوبر 1955ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

" میں دوستوں کو آج پھر وقفِ دائمی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جن لوگوں کے بچے اعلیٰ تعلیم پا جاتے ہیں اُن کو تو باہر کی نوکریوں کی سُوجھتی ہے۔ اور جن لوگوں کے بچے تعلیم نہیں پا سکتے وہ" عصمت بی بی از بیچارگی" کے مطابق سلسلہ کی خدمت کے لیے آجاتے ہیں۔ مگر ہر شخص کی قابلیت الگ الگ ہوتی ہے۔ بے شک اِن لوگوں میں سے بھی ایسے افراد نکلتے ہیں جو نہایت چوٹی کے عالم ہوتے ہیں اور ہم اُن سے بجا طور پر یہ امید رکھتے ہیں کہ جب بھی سلسلہ کے لیے قربانی اور نقطۂ مرکزیہ کی ضرورت ہوگی وہ اپنے آپ کو آگے لے آئیں گے اور جماعت کو اکٹھا کرنے اور اُسے انشقاق سے بچانے کی پوری کوشش کریں گے۔ لیکن اگر وہ لوگ بھی آگے آتے جن پر اللہ تعالیٰ نے دُہرا احسان کیا ہے اُس نے انہیں کھانے پینے کے لیے وافر دیا ہے تو "نُوْرٌ عَلٰی نُوْر" ہو جاتا۔ کیونکہ ایسے لوگ اپنے اردگرد کے دوسرے لوگوں پر بھی اچھا اثر ڈال سکتے تھے۔ مگر میں یہ کہہ کر اِس طبقہ کی ہتک نہیں کر رہا جو غرباء میں سے ہے۔ بلکہ وہ زیادہ تعریف کے مستحق ہیں۔ کیونکہ وہ

اپنی تنگی کی وجہ سے کہہ سکتے تھے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے سے معذور ہیں۔ لیکن وہ تنگ دستی کے باوجود آگے آئے اور سلسلہ کی خدمت کے لیے اپنی جانیں پیش کردیں۔ گویا ایک وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے دہرا احسان کیا لیکن انہوں نے اس احسان کی ناقدری کی۔ اور ایک وہ ہیں جو غریب تھے، تنگ دست تھے اور خدا تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن یہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ! ہم خالی ہاتھ تھے۔ لیکن جب بھی تیرے دین کو ہماری خدمات کی ضرورت پیش آئی ہم نے خوشی سے اپنے آپ کو پیش کردیا۔ اور اُن کی یہ بات خدا تعالیٰ کو یقیناً پیاری لگے گی اور وہ کہے گا تم سچ کہتے ہو۔ اُن غداروں پر میں نے بہت بڑا احسان کیا تھا مگر انہوں نے میرے دیئے ہوئے اموال سے فائدہ بھی اٹھایا اور پھر وہ ان اموال کی وجہ سے اتنے غافل ہوگئے کہ انہوں نے میرا خیال چھوڑ دیا اور تن پروری شروع کردی۔ تم یقیناً اُن لوگوں سے ہزاروں گُنا بہتر ہو اور میرے مقرب ہو۔ بے شک تم دنیا کی نظر میں ذلیل تھے لیکن میری نظر میں تم معزز ہو کہ باوجود مخالف حالات کے اور باوجود اس کے کہ شیطان تمہیں ورغلاتا تھا کہ تمہیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ تمہیں اس کے دین کی فکر پڑی ہوئی ہے تم نے اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لیے پیش کردیا۔ میں جانتا ہوں کہ اُن لوگوں پر جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے اموال سے فائدہ اٹھا کر اُس سے غداری کی ہے۔ اور پھر اِس سے بڑھ کر وہ لوگ جنہوں نے جماعت کے روپیہ سے تعلیم حاصل کی اور پھر اس سے غداری کی۔ اُن پر میرے اِن خطبوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ مُردہ دل ہیں اور مُردوں کو کوئی انسان اپنی بات نہیں سنا سکتا۔ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ [1] تُو مُردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے تھے تو پھر میں کیسے سنا سکتا ہوں۔ پس جن لوگوں کے دل مُردہ ہوگئے ہیں اُنہیں میں نے کیا سنانا ہے۔ مگر جو لوگ زندہ دل تھے وہ بغیر میرے کہنے کے آپ ہی آپ خدمتِ دین کے لیے جمع ہوگئے اور آئندہ بھی جمع ہوتے چلے جائیں گے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دل میں اسلام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی روح کو تازہ رکھیں اور اس کے لیے آدمی مہیا کرتے رہیں۔

دیکھو رسول کریم ﷺ کے صحابہؓ میں اسلام کی خدمت کی کتنی سچی روح تھی۔ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اسلام کا خادم اور اس کا بوجھ اٹھانے والا اَور کون ہوسکتا ہے۔ آپ کی وفات پر اگر صحابہؓ مایوس ہو جاتے اور خیال کرتے کہ آپ کے بعد اسلام کا بوجھ اب کون اٹھائے گا اور منتشر لوگوں کو کون اکٹھا کرے گا، اب تو نقطۂ مرکزیہ ہی ختم ہو گیا ہے، ابھی اسلام کا بیج ہی ڈالا گیا تھا اور اس کی کونپل بھی نہیں نکلی تھی کہ مالی اٹھ گیا تو اسلام کا کیا بنتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی اَن گنت رحمتیں اور برکتیں ہوں حضرت ابوبکرؓ پر کہ وہ اُس وقت مسجد میں آکر مایوس دلوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ نے اُن کے سامنے ایک نکتہ پیش کیا جو مسلمانوں کو قیامت تک یاد رکھنا چاہیے۔ اور وہ نکتہ یہ تھا کہ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْمَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَيٌّ لَا یَمُوْتُ [2] کہ تم میں سے جو شخص محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ آپ کی زندگی تک ہی اِس سلسلہ نے جاری رہنا تھا اب انہوں نے کس کو خوش کرنا ہے، اب کس کی مجلسوں میں لوگ بیٹھیں گے، کس کی زیارت اور ملاقات کے لیے انہوں نے یہاں آنا ہے۔ تو ایسے شخص کو پتا لگ جانا چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور کچھ وقت کے بعد آپ کی نعش مبارک کو دفن کر دیا جائے گا۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ کیونکہ منتشر مسلمانوں کو جمع کرنے والا، اُنہیں دین کی طرف واپس لانے والا اور تا اَبد زندہ رہنے والا ہمارا خدا اب بھی موجود ہے۔ اس لیے انہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

رسول کریم ﷺ کی وفات پر اب 1300 سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن اب بھی اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے لوگ کھڑے کرتا رہتا ہے جو منتشر مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرتے اور انہیں یہ نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْمَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَيٌّ لَا یَمُوْتُ اِس آواز پر لوگ پھر جمع ہو جاتے اور اسلام کی خدمت میں لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد پہلے حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے منتشر لوگوں کو اکٹھا کیا۔ پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے۔ اور ان کے بعد حضرت علیؓ کھڑے ہوئے۔ ان کے بعد متعدد بزرگ

آئے اور انہوں نے اسلام کی خدمت کی روح کو تازہ رکھا۔ مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ کھڑے ہوئے۔ حضرت امام شافعیؒ کھڑے ہوئے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کھڑے ہوئے۔ شبلیؒ کھڑے ہوئے۔ حسن بصریؒ کھڑے ہوئے۔ خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ کھڑے ہوئے۔ سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ کھڑے ہوئے۔ شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کھڑے ہوئے۔ بہاؤ الدین صاحب نقشبندیؒ کھڑے ہوئے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کھڑے ہوئے۔ نظام الدین صاحب اولیاءؒ کھڑے ہوئے۔ قطب الدین صاحب بختیار کاکیؒ کھڑے ہوئے۔ شیخ فرید الدین صاحب شکر گنج کھڑے ہوئے۔ ان کے علاوہ اَور ہزاروں بزرگ دنیا کے مختلف علاقوں میں کھڑے ہوئے جنہوں نے لاکھوں انسانوں کو اسلام میں داخل کیا اور اُن کی بدولت آج کروڑوں مسلمان صفحۂ ہستی پر موجود ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی نقل میں یہ کہا کہ **مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْمَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰـہَ حَیٌّ لَا یَمُوْ تُ** انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے منہ سے نکلے ہوئے اِس اہم نکتہ کو یاد رکھا۔ باوجودیکہ ان میں سے کسی کے زمانہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کو وفات پائے ایک ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور کسی کے زمانہ میں اس پر گیارہ سو سال گزر چکے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسلام تمام اَدیان پر غالب آجائے گا۔ لیکن دنیا میں ابھی تھوڑے ہی مسلمان تھے کہ آپؐ فوت ہوگئے بلکہ انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان تھوڑے سے نہ ہوتے تو ہمیں خدمت کا موقع کیسے ملتا۔ وہ لوگ اسلام سے بدظن نہ ہوئے بلکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ابھی اسلام کا کام باقی ہے جسے ہم پورا کریں گے۔ چنانچہ وہ دین کی خدمت میں مشغول ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں کہ مجھ سے پہلے مختلف لوگوں کے سامنے خدا تعالیٰ نے پیالے رکھے اور اب آخر میں وہ پیالہ میرے سامنے رکھا گیا ہے۔ آپ کسی بڑے پیر کے مرید نہیں تھے اور نہ ہی آپ نے مروجہ دنیوی علوم حاصل کئے۔ لیکن آپ ہی کی وجہ سے اب ساری دنیا میں تبلیغ ہو رہی ہے اور سینکڑوں لوگ اسلام کو قبول کر رہے ہیں۔ اگر تمہیں بھی یہ خیال آتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی دنیا میں آئے اور گزر گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دنیا میں آئے اور گزر گئے لیکن اسلام کو ماننے والے ابھی دنیا میں تھوڑے ہی ہیں تو میں تمہیں

کہوں گا کہ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ اگر دنیا کے بسنے والے سب مسلمان ہوتے تو ہمیں اسلام کی خدمت کا موقع کیسے ملتا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ابھی دنیا میں ایسے لوگ باقی ہیں جنہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا اب ہم انہیں مسلمان بنائیں گے۔ پس گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ لوگ آتے ہیں اور مرتے ہیں۔ لیکن مومن اپنے ایمان کی وجہ سے ہمیشہ اسلام کی زندگی اور اسکے دوبارہ عروج کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قدرتِ ثانیہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی 3۔ اِس کے معنے یہی ہیں کہ جو لوگ حقیقی ایمان اپنے اندر رکھتے ہوں گے وہ کسی مرحلہ پر بھی مایوس نہیں ہوں گے۔ بلکہ کہیں گے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے تو کیا ہوا ہم دنیا میں موجود ہیں جو منتشر لوگوں کو دوبارہ اکٹھا کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے تو بعض پرانے احمدیوں کے دلوں میں بھی شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ میری عمر اُس وقت 19 سال کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے معاً میرے دل میں ایک بات ڈالی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسدِ مبارک سامنے پڑا تھا۔ میں دوڑ کر اس کے پاس گیا اور آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے خدا! تیرا یہ مامور دنیا میں آیا تھا۔ تُو نے اِس سے بہت بڑے بڑے وعدے کئے تھے کہ اسلام ساری دنیا میں پھیلے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ ابھی اسلام کی دوبارہ اشاعت پوری طرح شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اے میرے خدا! میں تیرے مامور کے سرہانے کھڑے ہو کر تیری ہی قسم کھا کر یہ عہد کرتا ہوں کہ چاہے سارے لوگ مرتد ہو جائیں میں اسلام کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور جب تک میں اسے دوبارہ دنیا میں قائم نہ کر لوں سانس نہیں لوں گا۔

اب دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھ سے کتنا بڑا کام لیا ہے۔ اگر یہ تحریک دنیا میں جاری رہے اور ایسے مومن پیدا ہوتے رہیں جو ہر خطرہ اور ہر مصیبت کے وقت کہیں کہ اے خدا! اِس زلزلہ اور مصیبت کی وجہ سے خواہ ساری جماعت مرتد ہو جائے میں تیرے دین کے لیے اپنی جان پیش کروں گا اور اُس وقت تک سانس نہیں لوں گا جب تک کہ اسلام کو پھر دوبارہ دنیا میں قائم نہ کر لوں۔

تو اسلام کی اشاعت بہت جلد ہوسکتی ہے۔ یہ ایک اخلاص سے نکلا ہوا فقرہ تھا جو مجھ جیسے انسان کے منہ سے نکلا۔ جس کے پاس دنیا کی کوئی ڈگری نہ تھی۔ لیکن یہ فقرہ کتنا برکت والا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اسے لفظ بلفظ پورا کر دیا۔ اور اب غیر ممالک میں جو اسلام کا نام لیا جاتا ہے وہ صرف میری وجہ سے ہی لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ میرا خاصّہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص چاہے وہ کتنا کمزور ہو وہی کام کرسکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ سے لیا۔ بلکہ وہ اِس سے بھی زیادہ کام کرسکتا ہے۔ ضرورت صرف اِس بات کی ہے کہ یہ جوش دائماً قائم رکھا جائے۔ جیسے میں بار بار تم سے کہتا ہوں کہ اسلام کی خدمت کے لیے اپنی زندگیاں پیش کرو۔ تم بھی یہ بات دوسروں سے کہتے چلے جاؤ اور رات کو علیحدگی میں اللہ تعالیٰ سے یہ اقرار کرو کہ اے خدا! اسلام پر ایک نازک وقت آیا ہوا ہے اور مصیبت کا دَور ابھی ختم نہیں ہوا۔ اے خدا! ہم تیری ہی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ چاہے کچھ ہو جائے ہم تیرا نام بلند رکھیں گے اور اسلام کی اشاعت سے کبھی غافل نہیں ہوں گے۔ پھر تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں تم پر کس طرح نازل ہوتی ہیں۔ میرے زمانہ میں جماعت میں اختلاف بھی ہوا اور مختلف اوقات میں جماعت میں عُہدے تقسیم کرنے کے مواقع بھی آئے۔ لیکن میں نے کبھی بھی جنبہ داری سے کام نہیں لیا۔ اور میں نے کبھی اِس بات کی پروا نہیں کی کہ میرے خاندان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے یا فائدہ۔ بلکہ میں نے صرف ایک ہی چیز دیکھی کہ کسی نہ کسی طرح جماعت اکٹھی رہے۔ یہی جذبہ تم اپنے اندر پیدا کرو۔ اور دنیا پر نگاہ نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے وہ لے لو۔

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اسلام کی اشاعت کا کام شروع کیا تو اِس بات کا خیال نہیں کیا کہ آپ کھائیں گے کہاں سے؟ اللہ تعالیٰ نے خود بخود لوگوں کے دلوں میں تحریک کی کہ وہ جائیں اور آپ کی خدمت میں نذرانے پیش کریں۔ اِس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بھی دیدی تھی۔ چنانچہ اُس نے فرمایا کہ **یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ** 4 یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ پھر تم کیوں ڈرتے ہو کہ جماعت کا خزانہ کمزور ہے ہم کھائیں گے کہاں سے۔ تم بھی اپنے اندر وہ روح پیدا کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کی تھی۔ اس کے بعد تمہیں مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی آپ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دے گا جو تمہارے سامنے اپنی کمائی پیش کریں گے۔ اور وہ بھی اِس

طرح پیش نہیں کریں گے کہ وہ تم پر کوئی احسان کر رہے ہیں بلکہ وہ عاجزانہ نگاہوں سے تمہاری طرف دیکھیں گے اور درخواست کریں گے کہ تم اُن نذرانوں کو قبول کرلو تا کہ اُن کی اور اُن کے خاندان کی نجات ہو جائے اور اُن کے اموال میں برکت ہو۔

پس اگر انجمن کا خزانہ کمزور ہے تو گھبراؤ نہیں خدا تعالیٰ تمہیں آسمان سے تنخواہ دے گا۔ بالکل اُسی طرح جس طرح اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنخواہ دی اور ان کے طفیل ہمیں بھی پالا۔ اور آئندہ کے لیے بھی ہماری اُسی پر نگاہ ہے۔ میں نے آج تک کسی سے نہیں مانگا۔ کئی دفعہ دوستوں نے نہایت اخلاص سے کہا بھی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی مرضی کی کوئی چیز بتائیں جو ہم آپ کو بطور نذرانہ پیش کریں۔ لیکن میں نے ہمیشہ انکار کیا اور کہا کہ یہ تو مانگنا ہے میں ایسا نہیں کرسکتا۔ ہاں جو کچھ تم خود بخود دلاؤ گے اُسے میں قبول کرلوں گا۔ تم بھی اگر اخلاص سے کام لو تو تمہارے لئے بھی خدا تعالیٰ اِسی قسم کے سامان پیدا کر دے گا۔ تم اس بات سے مت گھبراؤ کہ لوگ دنیا دار ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی بہت سے دنیا دار لوگ تھے۔ لیکن آخر جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے جن کے اندر یہ جوش پایا جاتا تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں نذرانے پیش کریں اور درخواست کریں کہ آپ اُن کے لیے دعا فرمائیں تا اُن پر خدا تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں۔

میں نے پچھلے خطباتِ جمعہ میں جو وقف کی تحریک کی تھی میں خوش ہوں کہ اِس پر جماعت کے مختلف نوجوانوں کی طرف سے جن میں سے بعض چھوٹی تعلیم والے ہیں اور بعض بڑی تعلیم والے ہیں درخواستیں آنی شروع ہوگئی ہیں۔ میں نے جو خاندانی طور پر وقف کرنے کی تحریک کی تھی اِس سلسلہ میں ایک درخواست مولوی ابوالعطاء صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میں کوشش کروں گا کہ ہمارے خاندان میں سے کوئی نہ کوئی نوجوان وقفِ زندگی کے لیے آگے آتا رہے۔ ذاتی طور پر وقف کے سلسلہ میں بھی بہت سے نوجوانوں کی طرف سے درخواستیں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک درخواست چودھری فرزند علی صاحب (جو یہاں کے جنرل پریذیڈنٹ ہیں) کے ایک لڑکے کی طرف سے ہے جو اِس وقت ایم۔اے کی کلاس میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ایک درخواست صالح الشبیبی انڈونیشین کی ہے جو یہاں ایک عرصہ تک تعلیم

حاصل کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے واپس جا کر ملازمت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اب میں اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لیے وقف کرتا ہوں۔ باقی لوگوں میں سے بھی جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے انہیں اپنی زندگیاں پیش کرنی چاہئیں۔ پھر جو لوگ سلسلہ کے لیے زندگی وقف کرنے کے قابل نہیں وہ ایسے لوگوں کو وقف میں حصہ لینے کی تحریک کریں جو سلسلہ کے کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ جو حاضر ہیں وہ اُن لوگوں تک بھی یہ باتیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعىٰ مِنْ سَامِعٍ 5 کیونکہ بسا اوقات جو لوگ موجود نہیں ہوتے وہ سننے والے کی نسبت بات کو زیادہ یاد رکھتے ہیں۔ پس جو لوگ تجارتوں اور کارخانوں وغیرہ کے کام کا تجربہ رکھتے ہوں یا گورنمنٹ کے دفاتر میں کام کرتے رہے ہوں اُن کو تحریک کریں کہ وہ اپنے کاروبار اپنے بیٹوں کے سپرد کر دیں اور سلسلہ کی خدمت کریں۔

اِسی طرح میں نے اعلان کیا تھا کہ احباب ربوہ میں انڈسٹری شروع کریں تا کہ یہاں آ کر غریب لوگ بھی بس سکیں۔ پہلے میں نے سلسلہ کو کہا تھا کہ وہ انڈسٹری اپنے ہاتھ میں رکھے۔ لیکن چونکہ ہمارے کارکنوں کو تجربہ نہیں اور وہ اس کام کو سنبھال نہیں سکتے اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو مخلص دوست یہاں کام کرنا چاہیں اُنہیں کام کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

ایک بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یورپ میں ایک نیا مشن کھولنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ایک نئے علاقہ کا پتا لگا ہے جس کی وجہ سے تین چار اَور ملکوں پر بھی اثر پڑ سکتا ہے اور وہ ناروے، سویڈن اور فن لینڈ ہیں۔ آگے ان کا اثر ڈنمارک اور جرمنی پر پڑتا ہے اور پھر آگے ہالینڈ پر اثر پڑتا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ وہاں مشن کھولا جائے۔ اِس دفعہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ مشن اُن جماعتوں کے نام پر کھولا جائے جو اِس کو چلانے کے اخراجات ادا کریں۔ اِس مشن پر انیس بیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ کا اندازہ ہے۔ میں نے تجویز کی ہے کہ چندہ تحریک جدید کے علاوہ جماعت ہائے امریکہ کوشش کریں کہ اِس مشن کے لیے تین ہزار روپیہ دیں۔ تین ہزار روپے جماعت ہائے افریقہ، شام، اور عدن دیں۔ تین ہزار روپیہ لجنہ اماء اللہ دیں۔ سات ہزار روپیہ پنجاب کی جماعتیں دیں جن کے صدر مرزا عبدالحق صاحب ہیں۔ اِس میں سے ضلع راولپنڈی کو میں نکال لیتا ہوں۔

تین ہزار روپے کی رقم بلوچستان، سرحد، اور ضلع راولپنڈی کی جماعتیں دیں۔ تین ہزار روپے کی رقم متفرق احباب دیں جو مرکز میں براہ راست چندہ بھجواتے ہیں۔ اِس طرح امید ہے کہ بیس اکیس ہزار روپیہ کی رقم اکٹھی ہو جائے گی۔ اِس مشن کے ہیڈ کوارٹر پر جو بورڈ لگایا جائے گا اُس پر یہ لکھ دیا جائے گا کہ اِس مشن کو جماعت ہائے احمدیہ امریکہ، افریقہ، شام، عدن، لجنہ اماء اللہ، پنجاب، سرحد، بلوچستان ضلع راولپنڈی اور متفرق احباب چلا رہے ہیں۔ اِسی طرح آئندہ بھی جتنے نئے مشن کھولے جائیں گے اُنہیں علاقہ وار تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اُن پر اُس علاقے کا نام لکھا جائے گا جو اُسے چلا رہا ہوگا، تا کہ دوستوں کو دعاؤں کی تحریک ہوتی رہے۔ یہ رقم جو میں نے مقرر کی ہے ابھی تھوڑی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ جب دوست اس نیک کام میں حصہ لیں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت دے گا اور جماعت کو بڑھانا شروع کر دے گا اور اس کے نتیجہ میں چندہ بھی بڑھ جائے گا۔ اگر خدا تعالیٰ امریکہ کی جماعت کو بڑھانا شروع کر دے تو وہ بہت سا بوجھ اُٹھا سکتی ہے۔ اگر وہاں جماعت بڑھ جائے اور اُس کی تعداد دو ہزار ہو جائے تو اُس کا چندہ دو لاکھ ڈالر یعنی دس لاکھ روپے تک پہنچ سکتا ہے اور وہ بڑی آسانی سے دو تین مشنوں کا بوجھ اٹھا سکتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ اُس کی تعداد پانچ چھ ہزار کر دے تو صرف امریکہ کی جماعت یورپ کے سارے مشنوں کو چلا سکتی ہے۔ میں نے امریکہ کے مبلغ خلیل احمد صاحب ناصر جو آجکل یہاں آئے ہوئے ہیں سے پہلے بھی کہا ہے اور آج پھر انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ امریکہ کی جماعت کا چندہ بڑھانے کی کوشش کریں۔

انڈونیشیا میں بھی ہماری بڑی جماعت ہے۔ میں نے اپنے ایک لڑکے کو وہاں بھیجا تھا۔ اور میری غرض یہ تھی کہ وہ جماعت جلد جلد ترقی کرے۔ لیکن اس کی تعداد میں ابھی توقع کے مطابق زیادتی نہیں ہوئی۔ جماعت بے شک بڑھی ہے لیکن بہت تھوڑی بڑھی ہے۔ جماعت انڈونیشیا کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کرے۔

اب میں تحریک جدید کے چندہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ چونکہ میں کمزور ہوں اس لیے میں اِس چندہ کے متعلق کوئی لمبی تقریر نہیں کرسکتا۔ اِس چندہ کی تحریک ہر سال نومبر کے آخر میں کی جاتی ہے۔ لیکن اِس دفعہ نومبر کی بجائے میں آج ہی اس کی تحریک کر دیتا ہوں۔ میں یہ

اعلان کرتا ہوں کہ تحریک جدید کے وعدے لینے کے ذمہ دار ہر جماعت کے امیر اور صوبائی امیر ہیں۔ مجھ میں زیادہ بولنے اور لمبی تقریر کرنے کی ہمت نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں کچھ بول لیتا ہوں۔ ورنہ جب مجھ پر فالج کا حملہ ہوا تھا میں کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ اِس کے بعد میں دو سوٹیوں کے سہارے چل سکتا تھا۔ لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے سوٹی کے بغیر ہی میں چل لیتا ہوں۔ بہرحال میری صحت ابھی اس قابل نہیں کہ میں لمبی تقریر کرسکوں۔ میں ہر جماعت کے امیر کے ذمہ یہ بات لگاتا ہوں کہ وہ دفتر سے اپنی جماعت کے پچھلے سال کے وعدوں کی لسٹ لے لے اور کوشش کرے کہ اِس سال کے وعدے پچھلے سال سے زیادہ ہوں اور مجھے اطلاع بھجوائے کہ انہوں نے پچھلے سال کے وعدوں پر کس قدر زیادتی سے نئے سال کے وعدے لکھوائے ہیں۔ کام چونکہ وسیع ہوتا جارہا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس سال چندہ تحریک جدید پچھلے سال سے ڈیوڑھا ہو۔ تم کہو گے کہ ڈیوڑھا چندہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ میں کہوں گا کہ تم ڈیوڑھے ہو جاؤ تو چندہ بھی ڈیوڑھا ہوسکتا ہے۔ اگر تم ڈیڑھ ہزار گُنا ہو جاؤ تو پھر کوئی مشکل ہی نہیں رہتی۔ صرف ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تم خود اس تحریک میں حصہ لو وہاں اپنے بیوی بچوں کو بھی اس خدمت میں شامل کرو۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو جماعت میں باقاعدہ شامل نہیں ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ وہ بھی تبلیغِ اسلام کے کام میں شریک ہوں تم اُن کے پاس بھی جاؤ اور اُن سے چندہ لو تا کہ تحریک جدید کی مشکلات دُور ہوں۔

آج ہی مجھے پتا لگا ہے کہ اس سال تحریک جدید کا چندہ پچھلے سال سے کم آیا ہے اور دفتر اِس قابل نہیں کہ وہ اپنے کارکنوں کو گزشتہ ماہ کی تنخواہیں بھی دے سکے۔ حالانکہ یہ کام تو اِس طرح ہونا چاہیے کہ ہر سال دفتر تبشیر اپنے مشنوں کی تعداد میں اضافہ کرتا جائے۔ لیکن چندہ پوری مقدار میں جمع نہیں ہوتا جس کی وجہ سے مجھے نئی سکیم بنانی پڑی ہے۔ امریکہ والے اگر کوشش کریں تو اُن کے چندوں میں کافی زیادتی ہوسکتی ہے۔ ضرورت صرف جنون کی ہے۔ اگر تمہارے اندر کام کرنے کا جنون پیدا ہوجائے تو یہ مشکلات آپ ہی آپ دور ہوجائیں گی۔ لندن میں بھی ہمارا بہت پرانا مشن ہے۔ لیکن ابھی تک وہ اپنا بوجھ خود نہیں اٹھا سکا۔ اب وہ اِس بارہ میں کوشش کرنے لگے ہیں۔ آجکل لندن مسجد کے امام مولود احمد صاحب ہیں جو بہت نیک نوجوان ہیں۔ خدا تعالیٰ

انہیں اِس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہالینڈ مشن کے مبلغ کو بھی چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے کہا تھا کہ تم نَومسلموں سے چندے لو۔ میں اُنہیں اُسی وقت احمدی سمجھوں گا جب وہ چندہ دینا شروع کر دیں گے۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ مبلغوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اُن کے کام کو اُس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک کہ اُن کے نومسلم چندہ بھی نہ دینے لگیں۔

مجھے یاد ہے ایک شخص کو شروع زمانہ ءخلافت میں ایک شخص نے چندہ کی تحریک کی تو اس نے کہا میں چندہ نہیں دے سکتا۔ میں نے سنا تو اُس کارکن کو ہدایت دی کہ تم اُس سے کہو کہ تم صرف آٹھ آنے ہی دے دیا کرو۔ لیکن کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرو آہستہ آہستہ اُسے چندہ دینے کی عادت پڑ جائے گی۔ چنانچہ اُس نے آٹھ آنے چندہ دینا شروع کیا۔ مگر پھر آپ ایک وقت ایسا آیا کہ اُس نے ہزاروں روپے چندہ دیا۔ اِسی طرح جماعت میں اَور بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے وصیت کی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں پندرھویں یا سولہویں حصہ کی وصیت کی اجازت دیدی جائے اور ہم نے اُنہیں اجازت بھی دیدی۔ لیکن بعد میں انہوں نے لکھا کہ ہم سمجھتے ہیں ہم سے یہ گناہ سرزد ہؤا ہے اوراس کی تلافی کے لیے اب ہماری نویں حصہ کی وصیت قبول کی جائے۔ پس جو خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے اُس کا قدم قربانیوں کے میدان میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تم بھی دوسروں میں اِس چندہ کی تحریک کرو تا کہ مشنوں کو اَور زیادہ ترقی دی جاسکے۔ اِس وقت بیرونی ممالک کی جماعتوں میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو بڑے شوق سے چندہ دیتے ہیں۔ مثلاً امریکہ والے ہیں یہ لوگ دیر سے آگے آئے ہیں لیکن چندہ دیتے ہیں۔ اگر وہاں جماعت زیادہ پھیل جائے تو وہ یورپ کے مشنوں کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے صحیح رنگ میں جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

پس تم اپنے چندوں کو بڑھاؤ۔ لوگوں کے پاس جا جا کر اُن سے وعدے لکھواؤ اور بغیر میری تحریک کے نومبر کے آنے سے پہلے اپنے چندے پچھلے سال سے زیادہ کرلو۔ پھر بقائے بھی ادا کرو۔ اگر تم یہ کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نازل ہوگا اور میری دعائیں بھی تمہیں ملیں گی۔ پھر جب جماعت کا بوجھ دُور ہوگا تو مجھے بھی راحت ہوگی۔ ڈاکٹروں نے مجھے بار بار کہا ہے کہ کوئی گھبراہٹ والی بات آپ کے پاس نہیں آنی چاہیے۔ لیکن اگر تم خود ہی گھبراہٹ والی باتیں

میرے پاس لے آؤ تو میں کیا کروں؟ کیا میں اسلام کی محبت کو نظر انداز کر سکتا ہوں؟ کیا میں اس کی اشاعت کے فرض سے غافل ہو سکتا ہوں؟ غالب نے کہا ہے۔

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے [6]

پس بے شک میں کمزور ہوں۔ لیکن جب تک میرا دماغ کام کرتا ہے اسلام کے غلبہ کے خیالات میرے دماغ سے نہیں جاسکتے۔ چندہ زیادہ آئے گا تو میری تشویش بھی کم ہوگی اور تشویش کم ہوگی تو بیماری کم ہوگی۔ اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے سلسلہ میں مجھے راحت میسر آجائے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگر کوئی گھبراہٹ والی بات نہ ہو تو آپ کو پوری صحت ہو جائے گی۔ اور گھبراہٹ مجھے اُس وقت ہوتی ہے جب مجھے اسلام کے راستہ میں مشکلات نظر آتی ہوں۔ پس میری صحت تمہاری جدوجہد اور تمہارے ایمان سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر تم اپنے اور اپنے ساتھیوں کے ایمان کو مضبوط کر لو اور اسلام کی اشاعت کے لیے ہر قربانی کرنے کے لیے تیار رہو تو میری صحت بھی ترقی کر سکتی ہے۔ گو ڈاکٹروں نے مجھے کہا ہے کہ میں اب سات سات گھنٹے بھی تقریر کر سکتا ہوں۔ لیکن میری اپنی حالت یہ ہے کہ میں جمعہ کا خطبہ دیتا ہوں تو اِس کا بھی میری طبیعت پر اثر پڑتا ہے۔ پھر جب میں دیکھتا ہوں کہ اسلام خطرہ میں ہے اور جماعت میں اس کے لیے قربانی کی ابھی پوری روح پیدا نہیں ہوئی تو میرا دل بیٹھ جاتا ہے اور مجھے گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ پس میری یہ گھبراہٹ اپنے لیے نہیں بلکہ خدا اور اُس کے رسول کے لیے ہے۔ اور میں اسے اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں اس لیے میں اسے کیسے دُور کروں۔ اور میں اپنے ایمان کو ڈاکٹروں کی خاطر کس طرح قربان کر دوں۔"

خطبہ کے آخر پر حضور کے ارشاد کے مطابق اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان بھی اپنے حصہ کے طور پر ایسا کر سکتی ہیں کہ 300 روپے سالانہ یا ایک سو روپیہ سالانہ ہی ادا کر کے اس نئے مشن کے اخراجات میں شریک ہو جائیں۔ اِسی طرح مشرقی بنگال کے احباب بھی 500 روپیہ سالانہ دے کر اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ تین ہزار روپیہ کی حد میں شامل ہو سکتے ہیں۔"

(الفضل 26 اکتوبر 1955ء)

1: فاطر: 23

2: **الصحیح البخاری کتابُ المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاتہٖ**

3: الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305

4: تذکرہ صفحہ 50 ایڈیشن چہارم

5: **الصحیح البخاری کتاب الحج باب الخطبۃِ أَیَّامَ مِنٰی**

6: دیوان غالب صفحہ 353 تدوین میاں مختار احمد کھٹانہ لاہور 2004ء